http://ataunnabi.blogspot.in

فلاح دارین

مفت سلسلہ اشاعت کتب

الفتاوی الشاذلیہ

قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت

مؤلف

مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، رئیس دارالافتاء جامع طوبیٰ)

ناشر

طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ھیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نام کتاب: قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت

مؤلف کا نام: مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

تعداد: ۲۰۰۰ (دو ہزار)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جامع مسجد طوبیٰ ودارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر۔ 15

0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے

جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

07735415048

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرض مدعا

الحمد للّٰه والصلاة والسلام علی رسول اللّٰه وعلی آله وأصحابه وأهل بيته وذريته أجمعين.

الحمدللہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعت کتب بنام **"فلاح دارین"** کی سولہویں کتاب **"قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب میں دورِ حاضر میں پیش آنے والے چند جدید مسائل کا حل قرآن وسنت واقوال فقہاء کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے مفید بنائے۔ آمین

جو حضرات "فلاح دارین" کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کر دی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر قسطوں پر سامان کی خرید فروخت شریعت مطہرہ کے بتائے ہوئے قوانین کے مطابق ہوتو جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔راقم الحروف نے اس سلسلے میں قسطوں پر کاروبار کرنے والے چند اداروں کی کاروبار کی شرائط کا مطالعہ کیا نیز خود ان اداروں کے افراد سے ملکران کے طریقہ کار کو معلوم کیا تو بعض اداروں کے بیع (Sale) کا طریقہ اورانکی بعض شرائط کو قوانین شریعہ کے بالکل برعکس پایا چنانچہ ان لوگوں سے قسطوں پر سامان لینا ناجائز ہے اورجن لوگوں نے ان سے سامان خرید لیا ہے ان پر شرعا واجب ہے کہ وہ اس سامان کو واپس کریں اوراپنی رقم واپس لیں۔تمام مسلمان بھائیوں پر واجب ہے کہ اگر سامان کی خریداری میں درج ذیل شرائط میں سے کوئی شرط یا ان کے علاوہ کوئی اورناجائز شرط پائی جائے تو ہرگز خریداری نہ کریں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴾……۱……﴿

سامان کی نقد اور ادھار خریداری کی صورت میں الگ الگ قیمتیں بیان کی مگر کوئی ایک صورت طے (Fix) کیے بغیر جدا ہو گئے یا ادھار کی صورت میں قیمت نقد کے مقابلے میں زیادہ بتائی مگر وہ زیادتی (Increase) بلاعوض (Without Exchange) یا مدت (Time) کے مقابلے میں بیان کی۔

﴾……۲……﴿

ایک یا چند یا تمام اقساط (Installments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی کی جائے گی۔ ہاں البتہ وہ سامان ہی اس طرح فروخت کیا گیا کہ بعض حصہ کی قیمت فوری رکھی گئی اور بعض کی ادھار تو پھر ایسا کرنا جائز ہے۔

﴾……۳……﴿

عام طور پر عقد بیع (Sale Contract) کے مکمل ہونے کے باوجود دکاندار حضرات قانونی طور پر چیز کو اپنی ہی ملکیت (Ownership) میں رکھتے ہیں اور خریدار کی ملکیت (Ownership) میں تمام یا اکثر قسطوں کی ادائیگی کے بعد منتقل کرتے ہیں۔

﴾……۴……﴿

بعض حضرات قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (Penalty) لگا دیتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴿۵﴾

بعض حضرات تمام ثمن (وہ رقم جو خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان کسی چیز کی قیمت کے طور پر طے ہوگئی ہو) کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جانے کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط لگاتے ہیں۔

﴿٦﴾

بعض حضرات یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ اگر مدت مقررہ سے پہلے پوری رقم ادا کردی گئی تو طے شدہ قیمت میں کمی کردی جائے گی۔

﴿٧﴾

بعض ادارے مثلاً بینک وغیرہ سے سامان لیا جائے تو وہ سامان کا روایتی انشورنس (Conventional Insurance) کروانے کے بعد حوالے کرتے ہیں اور پھر خریدار کو مدت مقررہ تک اس انشورنس کی اقساط ادا کرنی پڑتی ہیں۔

اب مذکورہ بالا شرائط کے ناجائز ہونے کی وجوہات تفصیلی طور پر بیان کی جاتی ہیں۔

نقد کے مقابلے میں ادھار کی قیمت زیادہ کرنا

جب کوئی شخص ان سے سامان خریدنے کے لئے آتا ہے تو وہ حضرات سامان کے بارے میں اس طرح سے بتاتے ہیں مثلاً کسی کو کمپیوٹر خریدنا ہو تو کہتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہیں کہ اس کمپیوٹر کی نقد قیمت (Cash Payment) 21000 ہزار روپے ہیں مگر ایک سال کی ادھار (Credit of one year) پر 24780 روپے میں دیں گے۔ اب اس صورت میں خریدار ان دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت متعین (Fix) کر کے سودا طے کرلے یعنی اس بات کی وضاحت کردے کہ وہ نقد خریدے گا یا ادھار تو یہ بیع صحیح ہوجائیگی اور اگر کوئی ایک صورت متعین نہیں کی اور جدا ہوگئے تو ناجائز ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا بھی کرنا جائز نہیں ہے اور بغیر علم کے اسے سود (Usury) کہہ دیتے ہیں ۔ حالانکہ بڑے بڑے جلیل القدر محدثین اور عظیم فقہائے کرام نے اس کے جواز کا فتوی دیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی حدیث "نہی رسول اللہ ﷺ عن بیعتین فی بیعۃ" (نبی اکرم ﷺ نے ایک سودے میں دوسودوں سے منع فرمایا ہے) کی شرح میں فرماتے ہیں

وقد فسر بعض اهل العلم ، قالوا بيعتين فى بيعة ان يقول ابيعك هذا الثوب نقد بعشرة، وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه احد البيعتين فان فارقه على احد هما فلا اساذا كانت العقدة على احد منها

﴿ترمذی ۔ کتاب البیوع﴾

بعض اہل علم نے اس حدیث کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ ''ایک بیع میں دو بیع'' (Two Sales Contract in One Contract) سے مراد یہ ہے کہ خریدار کہے کہ میں تم کو یہ کپڑا نقد دس درھم میں بیچتا ہوں اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ادھار بیس درھم میں اور ان میں کسی بھی بیع کے تعین پر جدائی نہ ہوئی اور اگر کسی ایک کو متعین کرنے کے بعد جدائی ہوئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ معاملہ ایک بیع پر طے ہو گیا۔

امام کمال الدین ابن ہمام رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

کون الثمن علی تقدیر النقد الفا وعلی تقدیر النسیئة الفین لیس فی معنی الربا۔

﴿فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۸۱ مطبوعہ: المکتبۃ الرشیدیۃ کوئٹہ﴾

ترجمہ: نقد کی صورت میں ثمن ایک ہزار ہونا اور ادھار کی صورت میں ثمن دو ہزار ہونا سود کے حکم میں نہیں ہے۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے جب یہ دریافت کیا گیا کہ تجارتی غلہ کو ادھار میں موجودہ تجارتی قیمت سے زیادہ میں بیچنا درست ہے کہ نہیں تو آپ رحمہ اللہ تعالی نے فتوی دیا کہ درست ہے۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۴۷ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

یونہی اگر کوئی اپنے سامان کی نقد قیمت کچھ بتائے مگر ادھار بیچنے پر کل نقد قیمت کا دس فیصد اضافہ کر کے بیچے اور خریدار اس قیمت پر عقد کے وقت راضی ہو جائے تو بھی جائز ہے۔ مثلاً ایک کتاب سو روپے کی نقد ملتی ہے مگر کتاب کا مالک ادھار خریدنے والے سے کہے کہ اگر ایک ماہ کی ادھار پر لو گے تو اس کی کل قیمت سے دس فیصد زائد دام میں فروخت کرونگا یعنی ایک سو دس میں دونگا۔ اگر خریدار اس پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

راضی ہوجائے تو یہ بیع درست ہے۔ فقیہ اسلام امام اہلسنت رضی اللہ تعالی عنہ سے جب اسی قسم کا سوال کیا گیا تو آپ نے اس کے جواز کا فتوی دیا جو کہ درج ذیل ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ موتی کے بیپاری (بیوپاری) موتیوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں قیمت سو روپیہ اور بر وقت قیمت(Cash Payment) لینے دینے کے فیصدی دس روپے کم کے حساب سے معاملہ طے ہوتا ہے پھر بھی اگر خریدنے والا نقد روپے ادا کرے تو فیصد پندرہ روپے کم سے معاملہ طے ہوتا ہے ورنہ مہینے تک کی میعاد(Period) کے بعد ادا کرے تو وہی فیصدی دس روپے کم دینے لینے کا رواج ہے۔
ایا (آیا کہ) اسطرح کا معاملہ طے کرنا اور خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جبکہ باہمی تراضی (Mutual Agreement) سے ایک امر (Form) متعین (Fix) منقطع (Done) ہو کوئی حرج نہیں قال تعالی الا ان تکون تجارۃ من تراض منکم۔ واللہ تعالی اعلم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

اسی طرح اگر کوئی اپنے سامان کی قیمت مختلف مدتوں (Different Periods) پر بیچنے کی صورت میں مختلف قیمتیں (Different Prices) بتائے تو بیع درست ہوجائیگی بشرطیکہ بائع ومشتری (Seller & Buyer)

قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے درمیان اسی وقت کوئی ایک صورت متعین ہو جائے۔ مثلا اسی کمپیوٹر کو اگر کوئی دکاندار چھ ماہ کی ادھار پر 23000 ہزار میں دے اور ایک سال کی ادھار پر 24780 روپے میں دے اور ڈیڑھ سال کی ادھار پر 25500 روپے میں دے اور بائع مشتری (Seller & Buyer) کے درمیان کوئی ایک صورت طے ہو جائے تو بیع درست ہو جائے گی۔ کیونکہ دکاندار اپنی چیز کا مالک ہے شرعا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ جتنے میں چاہے فروخت کرے۔ دنیائے اسلام کے عظیم فقیہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی سے جب اسی قسم کے مسئلے سے متعلق استفتاء کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی نے اسے درست قرار دیا۔ وہ سوال مع جواب درج ذیل ہے۔

مسئلہ: مبیع (Selling Good) میں زیادت ثمن (Increase of Price) بحسب آجال (According to Time Periods) درست ہے یا نہیں اگر ہے تو بحسب اثمان (According to Rates) وآجال (Periods) مختلف ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا ہے؟

الجواب: درست ہے مع الکراہۃ اور اختلاف (Difference of Prices) تراضی (Consent) عاقدین (Contractors) پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۷۰ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

مذکورہ بالا استفتاء میں دریافت کیا گیا کہ کیا سامان کا ثمن (سامان کی وہ

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

قیمت جو بائع اور مشتری کے درمیان طے ہو جائے) میں مدت کے اعتبار سے زیادتی کرنا جائز ہے یا نہیں اگر زیادتی کرنا جائز ہے تو کیا مختلف مدتوں کے مقابلے میں مختلف زیادتی کرنا جائز ہے کہ نہیں اور اگر مختلف مدتوں کے مقابلے میں مختلف زیادتی کرنا جائز ہے تو کتنی زیادتی کرنا جائز ہے۔ تو اعلٰی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ایسا کرنا جائز ہے مگر اس میں کراہت ہے جس کا مفاد خلاف اولی ہے۔ اور مختلف مدتوں کے مقابلے میں مختلف زیادتی خریدار اور فروخت کرنے والے کی رضا مندی پر ہے۔ یعنی جتنی زیادتی (اضافہ) پر وہ دونوں باہم راضی ہو جائیں اتنی زیادتی جائز ہے۔ مذکورہ صورت میں باوجود یہ کہ مدت میں اضافہ کے اعتبار سے چیز کے ثمن میں اضافہ کیا جاتا ہے مگر پھر بھی اس قسم کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فروخت کرنے والا جتنی زیادتی کر رہا ہے وہ اپنی چیز کے مقابلے میں کر رہا ہے لہذا وہ زیادتی عوض سے خالی نہیں ہے اور شریعت نے فروخت کرنے والے کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی چیز کو جتنے میں چاہے فروخت کرے۔ اور سود تو اس زیادتی (Excess) کا نام ہے جو عوض سے خالی (Without Exchange) ہو اور اسکی عقد (Contract) میں شرط کر لی گئی ہو یا وہ زیادتی (Excess) جو مدت کے مقابلے میں لی جاتی ہو خواہ وہ عقد میں مشروط (Conditioned) ہو یا نہ ہو۔ اسی بیع (Sale Contract) کے طریقہ کار میں ذرا سی تبدیلی کر دی جائے تو یہی بیع ناجائز ہو جائیگی۔ مثلا کوئی شخص اپنی چیز کو اس طرح سے بیچے کہ اس چیز کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

قیمت -/100 روپے ہے مگر چونکہ آپ ادھار لے رہیں تو آپ کو 10 روپے زیادہ دینے ہونگیں۔ یا یوں کہے کہ اس کی قیمت تو 100 روپے ہے لیکن ایک مہینے بعد قیمت ادا کروگے تو 10 روپے زیادہ دینے پڑیں گے۔اور دو ماہ بعد ادا کروگے تو 20 روپے اور تین ماہ بعد ادا کروگے تو 30 روپے زائد دینے پڑیں گے۔ اس صورت میں قیمت سے زائد رقم سود ہے کیونکہ یہ زائد رقم عوض سے خالی ہے یا یہ مدت کے مقابلے میں لی جارہی ہے۔ایسی صورت میں یہ بیع ہی فاسد (Invalid) ہے۔بس اس صورت اور جواز کی صورت میں اتنا ہی فرق ہے کہ جواز کی صورت میں جو زائد رقم لی جاتی ہے وہ چیز کے مقابلے میں لی جاتی ہے اور وہ عوض سے خالی نہیں ہوتی اور اس ناجائز صورت میں جو زائد رقم لی جاتی ہے وہ عوض سے خالی ہوتی ہے۔لہذا وہ سود ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

احل اللہ البیع و حرم الربا

ترجمہ:اللہ تعالی نے بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام۔

لہذا قسطوں پر سامان خریدنے والے کے لئے لازم ہے کہ ان دونوں صورتوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اس ناجائز کام میں ملوث ہو جائے۔

ایک یا چند یا تمام اقساط (Inst-allments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی

عام طور پر قسطوں پر فروخت کیے جانے والے سامان کی ادائیگی سے

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

پہلے فروخت کرنے والے حضرات ایک یا چند اقساط کا پیشگی مطالبہ کرتے ہیں اور یہ شرط بھی رکھتے ہیں کہ سامان تین یا چار دن یا ایک ہفتے بعد حوالے کیا جائیگا۔ قوانین شرعیہ کی رو سے اگر یہ نقد بیع (بیع معجّل) ہو تو سامان کے مالکان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ قیمت کی وصولی کے لئے سامان کو روک لیں۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وللبائع حبس المبيع الى قبض الثمن ولو بقى منه درهم، ولو المبيع شيئين بصفقة واحدة وسمى لكل ثمنا فله حبسهما الى استيفاء الكل، ولا يسقط حق الحبس بالرهن ولا بالكفيل، ولا بابرائه عن بعض الثمن حتى يستوفى الباقى۔

﴿ردالمحتار جلد ۷ صفحه ۹۳ مطبوعه: مكتبه امداديه ملتان﴾

ترجمہ: فروخت کرنے والے کو ثمن (وہ رقم جو بائع ومشتری کے مابین طے ہوئی ہو) کی وصولی کے لئے مبیع (Sold Good) کو روک لینے کا حق حاصل ہے اگرچہ ثمن میں سے ایک درھم بھی باقی ہو۔ اور اگر مبیع ایک ہی سودے میں دو اشیاء تھیں اور ان میں سے ہر ایک کا ثمن علیحدہ طور پر بیان کر دیا تھا تو بائع کو ثمن کی وصولی کے لئے دونوں اشیاء روکنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور بائع کے لئے ثمن کی وصولی کے لئے مبیع کو روک لینے کا حق نہ رھن سے نہ کفیل مقرر کرنے سے اور نہ ہی بعض ثمن سے بری کر دینے سے ساقط ہو گا جب تک کہ باقی ثمن وصول نہ کر لے۔ مگر چونکہ قسطوں پر بیع (بیع مؤجل) ادھار ہوتی ہے لہذا شرعی اعتبار سے ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لوگوں کے لئے بیع میں سامان کو روکنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ سامان کو کچھ مدت کے لئے روک لینے کی شرط اس لئے ناجائز ہے کہ یہ شرط فاسد ہے۔ شیخ الاسلام امام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

(ومن باع عينا على ان لا يسلمه الى رأس الشهر فالبيع فاسد)

لأن الأجل فى البيع العين باطل فيكون شرطا فاسداوهذا لأن الأجل شرع ترفيهافيليق بالديون دون الأعيان۔

﴿هداية آخرين صفحه ٦٠ مطبوعه: مكتبه شركت علميه﴾

ترجمہ: اگر کوئی کسی معین سامان کو اس شرط پر بیچے کہ مہینے کے اختتام تک حوالے نہ کرونگا تو بیع فاسد ہے۔ کیونکہ بیع میں معین شے کی ادائیگی میں مدت مقرر کرنا باطل ہے۔ چنانچہ یہ شرط فاسد ہے۔ اوراس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں مدت سہولت کے لئے رکھی چنانچہ وہ دیون (قرض) کے مناسب ہے نہ کہ اعیان(Fixed Things)کے۔

امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد رحمہ اللہ تعالی اس کی شرح میں رقم طراز ہیں۔

لأن الأجل فى المبيع العين باطل فيكون شرطا فاسداوهذا لأن الأجل شرع ترفيهافيليق بالديون لأنها ليست معينة فى البيع فيحصل بالأجل الترفيه بخلاف المبيع العين فانه معين حاضر فلا فائدة فى الزامه تاخير تسليمه اذ فائدته الاستحصال به وهو حاصل فيكون اضرارا بالبائع من غير نفع للمشترى۔

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴿فتح القدير جلد ٦ صفحه ٨٢ مطبوعه: مكتبه رشيديه كوئٹه﴾

ترجمہ: کیونکہ معین مبیع (Fixed Selling Good) میں مدت باطل ہے چنانچہ یہ شرط فاسد ہے۔اوراس کی وجہ یہ ہے کہ مہلت آسانی کے لئے مشروع کئی گئی ہے۔پس وہ دیون کے لائق ہے کہ کیونکہ وہ معین نہیں ہوتے چنانچہ دیون کے سلسلے میں مہلت دینا آسانی کا باعث ہے بخلاف مبیع معین کے کیونکہ وہ معین و موجود ہوتی ہے پس اسکو دیر سے حوالے کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔اس کا فائدہ تو غیر موجود کو حاصل کرنا ہے اور وہ پہلے سے حاصل ہو تو مبیع میں اجل مقرر کرنے سے فروخت کرنے والے کی طرف سے بلاوجہ کے خریدنے والے کو تکلیف ہوگی۔

اور اگر قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے مبیع کو روکنے کی شرط عقد بیع (Sale Contract) میں نہ بھی لگائیں تو بھی انھیں سامان کو روکنا ناجائز ہے۔کیونکہ شریعت نے انھیں یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بیع مؤجل میں سامان کو کچھ مدت کے لئے روک لیں۔فتاوی عالمگیری میں ہے۔

قال اصحابنا رحمهم الله تعالى للبائع حق حبس المبيع لاستيفاء الثمن اذا كان حالا، كذا فى المحيط، وان كان مؤجلا، فليس للبائع ان يحبس المبيع قبل حلول الأجل ولا بعده، كذا فى المبسوط۔

﴿فتاوى عالمگيرية جلد ٣ باب ٤ صفحه ١٥ مكتبه رشيديه﴾

ترجمہ: ہمارے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر نقد بیع ہو تو بائع (Seller) ثمن (Agreed Price) کی وصولی کے لئے مبیع کو روک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سکتا ہے جیسا کہ محیط میں ہے۔اور اگر ادھار بیع ہو (جیسا کہ قسطوں پر بیع) بائع کو نہ تو مدت کے پورے ہونے سے پہلے اور نہ مدت کے پورے ہونے کے بعد مبیع کا روکنے کا حق ہے۔

جہاں تک ایک یا چند اقساط (Installments) کے پیشگی مطالبہ کا تعلق ہے، اگر عقد بیع کے وقت طے کر لیا گیا تھا کہ ایک یا چند قسطیں فوراً ادا کرنی ہیں تو ان قسطوں (Installments) کی وصولی کے لئے مبیع کو روک سکتا ہے۔ کیونکہ جب ایک یا چند قسطوں کی فوری ادائیگی عقد بیع میں مشروط کر دی گئی تو ثمن کے اتنے حصے میں بیع مؤجل نہ رہی بلکہ بیع معجّل ہو گئی اور بیع معجّل میں بائع ثمن معجّل کی وصولی کے لئے مبیع کو روک سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے

ولو كان بعض الثمن حالا وبعضه مؤجلا فله حبسه حتى يستوفي الثمن الحال ولو بقي من الثمن شيء قليل كان له حبس جميع المبيع كذا في الذخيرة۔

﴿فتاوى عالمگيرية جلد ٣ باب ٤ صفحه ١٥ مطبوعه: رشيديه﴾

ترجمہ: اور اگر مبیع بعض نقد ثمن (Cash Agreed prices) کے مقابلے میں ہو اور ادھار کے تو بائع کو فوری ثمن کی وصولی کے لئے مبیع کو روک لینے کا حق ہے اور اگر نقد ثمن میں سے قلیل رقم بھی باقی ہو تو اس کو پوری مبیع کو روک لینے کا حق ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔

بہر حال بائع ثمن معجّل کی وصولی تک تو مبیع کو روک سکتا ہے مگر اس کی ادائیگی کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بعد تین یا چار دن یا ہفتہ بھر یا ان مدتوں سے کم یا زیادہ عرصہ کے لئے مبیع کو نہیں روک سکتا جیسا کہ فقیر نے فقہاء کرام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اور ایک یا چند یا تمام اقساط کی ادائیگی فوری مشروط (Conditioned) نہ ہو بلکہ ماہ بماہ (Month by Month) ادائیگی مشروط ہو اور سامان کی ادائیگی ان اقساط کی ادائیگی پر موقوف (Depended) ہو تو اس کی مختلف صورتیں ہونگیں۔

اول: اگر ایک قسط کی ادائیگی کی شرط ہے تو اس سے مراد فوری ادائیگی ہی ہوگی کیونکہ ایک ماہ بعد تو بغیر شرط لگائے بھی وصول ہونی تھی۔ اور اسکا حکم وہی ہے جو فقیر اوپر بیان کر چکا یعنی اس کی حیثیت ثمن معجّل کی ہوگی۔ چنانچہ اسکا فوری مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

دوم: اگر چند یا تمام اقساط کی ماہ بماہ (Month by Month) ادائیگی (یا جو بھی مدت طے ہو) مراد ہو تو اس قسم کی بیع کا شریعت میں کوئی جواز نہیں ہے۔ البتہ بعض باتوں کی وجہ سے یہ بیع سلم کے مشابہ ہے۔ اور بیع سلم نام ہے بیع آجل بعاجل یعنی ادھار چیز کو نقد چیز کے بدلے میں فروخت کرنا۔ مثلاً کوئی کسی کسان سے چند مہینوں کی ادھار پر 1000 کلو گندم خریدے اور قیمت اسی وقت ادا کردے۔ مگر اس قسم کی بیع کے صحیح ہونے کے لئے بارہ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ حرام ہے جیسا کہ دنیائے اسلام کے عظیم فقیہ محقق علی الاطلاق امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بیع سلم کی صحت کی بارہ شرائط ہیں

یہ بارہ شرطوں سے جائز ہوتی ہے اگران میں سے ایک بھی کم ہوگئی تو بالکل ناجائز ہوجائے گی۔

بیع سلم کی صحت کی بارہ شرائط

(۱)اس شیء کی جنس (Species) بیان کردی جائے مثلاً گیہوں یا چاول یا گھی یا تیل اگرایک عام بات کہی مثلاً غلہ لیں گےتو ناجائز ہے۔

(۲)وہ جنس اگرکئی قسم کی ہوتی ہےتو اس کی قسم معین کردی جائے جیسے چاول میں باسمتی، ہنس راج اگرنرے(صرف) چاول کہےبیع صحیح نہ ہوگی۔

(۳)اس کی صفت (Quality) بیان کردی جائے مثلاً عمدہ یا ناقص جیسے چنوں میں فردیا کیلیے۔

(۴)اس کی مقدار معین کردی جائے مثلاً اتنے من اور یہ بات بھاؤ کاٹ دینے سے بھی حاصل ہوجاتی ہے یعنی فی روپیہ اتنے سیر کہ روپوں کی گنتی معلوم ہونے سے کل کی مقدار خود معلوم ہوجائے گی۔اور جہاں مختلف پسیر وں کا رواج ہو وہاں پسیری کی تعین بھی ضروری ہے کہ فلانے پسیری سے اتنے من اور جہاں کچاپکا دونوں من بولا جائے وہاں اس کی تعیین (Fixation) بھی لازم ہے غرض کوئی بات وہ نہ رہے جس میں آئندہ جھگڑا اٹھنے کی صورت ہو۔

(۵)میعاد (Time Period) معین کردی جائے جو ایک مہینہ سے کم نہ ہو اگر تعیین کی مثلاً جب چاہیں گے لے لیں گے یا سفر کو جانا ہو جب پلٹ کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آ ؤ نگا لےلوں گا۔تو نا جائز ہوگا۔

(٦) اگر وہ چیز بار برداری کی ہے جس کے یہاں سے وہاں لیجانے میں خرچ ہوگا تو وہ جگہ بھی معین کی جائے جہاں پہنچنا منظور ہے مثلا فلاں شہر یا فلاں گاؤں میں پہنچتے ہوئے۔اس میں بیچنے والے کو اختیار رہے گا کہ اس گاؤں یا شہر کے جس مقام ومحلّہ میں چاہے پہونچاوے اور جو مکان بھی خاص کر دیا گیا تو وہیں پہونچانا پڑے گا۔

(٧) ثمن (Agreed Price) کی بھی تعیین ہو جائے مثلا روپے یا اشرفی۔

(٨) اگر وہ ثمن چند قسم کا ہوتا ہے تو قسم بھی معین کر دے مثلا اشرفی محمد شاہی یا انگریزی۔

(٩) کھرے کھوٹے کا بیان بھی ہو جیسے لکھنؤ کا روپیہ یا انگریزی چہرہ دار یا جے پور کی چاندی یا اینٹ کا سونا۔

(١٠) اگر ثمن اس قسم کا ہے کہ اس کے ہر ٹکڑے کے مقابل شے مبیع کا ٹکڑہ ہوتا ہے جیسے سونا چاندی روپیہ اشرفی کہ گیہوں روپیہ کے من بھر ہوئے تو اٹھنی کے بیس سیر چونی کے دس سیر ہوں گے تو ایسی ثمن کی تعیین مقدار بھی ضرور ہے مثلا اتنے تولہ چاندی یا اس قدر روپے اور اگر وہاں مختلف وزن کے سکے چلتے ہوں جیسے حیدر آباد میں نوابی وانگریزی روپیہ وہاں سکہ کی تعیین بھی چاہیے یہ دسوں باتیں خاص عقد ایجاب وقبول میں بیان کرنی ضرور ہیں مثال اس کی یہ ہے کہ زید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عمرو سے کہے میں نے تجھ سے بریلی کی تول سے دس من پختہ چاول ہنس راج کھرے بالعوض سو روپے انگریزی چہرہ دار کے آج سے چار مہینے کے وعدہ پر بریلی پہنچتے ہوئے خریدے وہ کہے میں نے بیچے یا میں نے تجھے بدایوں کے وزن سے چار من پکا گھی بھینس کا خالص آج سے دو مہینے کے وعدہ پر مراد آباد پہنچتا ہو بالعوض چھ اشرفی محمد شاہی بیس بیس روپے والی کے خریدا وہ کہے میں نے بیچا یہ سب باتیں خوب خیال کر لی جائیں کہ لوگوں میں آجکل بیع سلم کا بہت رواج ہے، ان زبانی شرطوں کے ترک سے حلال کو ناحق اپنے لئے حرام کر لیتے ہیں اور خدا کے گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔

(۱۱) شرط یہ کہ اسی جلسہ (Sitting) میں ثمن ادا کر دیا جائے ورنہ اگر یہ ساری گفتگو کر کے ثمن دیئے بغیر متفرق (Separate) ہو گئے تو بنا بنایا عقد فاسد و ناجائز ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ اگر وہاں سے اٹھ کر گھر میں روپے لینے گیا اور بیچنے والے کی نگاہ سے آڑ ہو گئی عقد فاسد ہو گیا۔

(۱۲) وہ چیز اس قسم کی ہو کہ روز عقد (Beginning of Contract) سے ختم میعاد (Time of Delivery) تک ہر وقت بازار میں مل سکے ورنہ عقد ناجائز ہوگا اسی لئے اگر گیہوں کی کٹوتی میں یہ لفظ کہہ دئے کہ نئے گیہوں لیں گے اور اس وقت نیا گیہوں بازار میں نہیں تو عقد ناجائز و گناہ ہے اور اس سبب سے رس (عرق) کی کٹوتی جو ایکھوں کے وقت کرتے ہیں حرام ہوئی کہ رس اسوقت بازار میں نہیں ہوتا۔

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

بیع سلم کی مذکورہ شرائط میں سے شرط نمبر ۶ اور شرط نمبر ۱۱ بیع بالتقسیط (Sale on Installment) میں خاص طور پر مفقود ہوتی ہے۔ لہذا یہ بیع سلم بھی نہیں۔

شریعت میں دین (Debt) کی توثیق (Guarantee) کے دو ہی طریقے ہیں

اور اگر کہا جائے کہ قسطوں کے کاروبار میں بیع (Sale Contract) کے بعد سامان کو روک کر چند یا تمام قسطوں کی پیشگی ادائیگی کا مطالبہ دین کی توثیق (گارنٹی) کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔

اقول: اگر دین کی توثیق (Guarantee) کے لئے ہو تو بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شریعت میں دین کی توثیق کے دو ہی طریقے ہیں کفالت (Bail) یا رہن (Mortgage) جیسا کہ امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

شرع مطہر نے دین کی توثیق کے لئے صرف دو عقد رکھے ہیں کفالت ورہن۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

اور مال کو کفالت (Bail) کے طور پر روکنا ہرگز درست نہیں کیونکہ کفالت نام ہے ایک کے ذمے جو مطالبہ ہوا سے دوسرے کے ذمے سے ملا دینا۔ اور مال غیر ذوی العقول (Insensible) میں سے ہے لہذا یہ اس قابل ہی نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ھی ضم الذمة الی الذمة فی المطالبة

﴿عالمگیری جلد ٣ صفحه ٢٥٢ مکتبه رشیدیه کوئٹه﴾

ترجمہ: کفالت نام ہے کسی مطالبے کے بارے میں ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کوملا دینے کا۔

امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

کفالت بے کفیل محال (جوممکن نہ ہو) اوراس عقد مخترع (ایجاد کیا ہوئے) میں نفس جائداد (Propery itself) کفیل ٹھہرتی ہے نہ مالک جائداد۔ اکثر یہ استغراقات صاحب جائداد ان دیون میں کرتا ہے جوخود اس پر ہیں اور کوئی شخص خود اپنا کفیل نہیں ہوسکتا کہ کفالت ہے ضم ذمة الی ذمة کما فی البدائع والهداية وعامة الكتب۔ یہاں وہ ذمہ کہاں ہے کہ ایک دوسرے سے ضم (Join) ہو۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ٧ صفحہ ٢٧٤ مطبوعۃ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ یہ عقد کفالت ہرگز نہیں ہے۔ اور اسے رھن کہنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ مبیع پر قبضہ کیے بغیر ثمن کے بدلے میں بطور رھن کے چھوڑ دینا بعینہ بیع معجّل میں ثمن کے بدلے میں مبیع کو روک لینا ہے جو کہ ناجائز ہے جیسا کہ اس کی وضاحت کی جاچکی ہے۔ البتہ اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ مشتری پہلے اس چیز پر قبضہ کرے پھر اسے بطور رھن بائع کے سپرد کردے تو اس صورت میں رھن درست ہوجائے گا۔ شیخ الاسلام امام برھان الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ومن اشتری ثوبا بدراھم فقال للبائع امسك هذا الثوب حتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اعطيك الثمن فالثوب رهن۔

﴿هداية آخرين صفحه ٥٣٤ مطبوعه: شركت علميه ملتان﴾

ترجمہ: اگر کسی نے کپڑا چند دراھم میں خریدا اور بائع سے کہا کہ جب تک میں ثمن نہ دوں اس کپڑے کو اپنے پاس رکھو تو وہ کپڑا رھن (Mortgage) ہو جائے گا۔

گو کہ اس عبارت میں قبضے کا ذکر نہیں ہے مگر علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ تعالی نے اسی عبارت کو بحوالہ امام تمرتاشی رحمہ اللہ تعالی کے قبضے کے ذکر کے ساتھ بیان فرمایا جو کہ درج ذیل ہے۔

وذكر الامام التمر تاشى فى الجامع الصغير اشترى ثوباو قبضه ثم اعطى البائع وقال له امسك بثمنك او قال له امسكه حتى اعطيك ثمنك فهو رهن۔

﴿الكفاية مع فتح القدير جلد ٩ صفحه ٩٨۔٩٩ مكتبه رشيديه﴾

ترجمہ: اور امام تمرتاشی رحمہ اللہ تعالی نے جامع صغیر میں ذکر کیا کہ کسی نے کپڑا خریدا اور اس پر قبضہ کرلیا پھر وہ کپڑا بائع کو دے دیا اور کہا اس کپڑے کو ثمن کے بدلے روکے رکھو یا اس کو روکے رکھو یہانتک کہ میں تمھیں تمھارا ثمن دے دوں۔

پھر اسی مسئلے کی تعلیل (Cause) بیان کرتے ہوئے قبضہ کی صراحت درج ذیل الفاظ میں بھی بیان فرمادی،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لما اشتراه وقبضه كان هو وسائر الاعيان المملوكة سواء في صحة الرهن۔

﴿الكفاية مع فتح القدير جلد ۹ صفحه ۹۹ مكتبه رشيديه﴾

ترجمہ: جب اس نے اس کو خرید لیا اور قبضہ بھی کر لیا تو وہ کپڑا اور دیگر مملوکہ اشیاء رھن کی درستگی کے لئے ایک ہی جیسی ہو جائیں گی۔

لیکن بیع بالتقسیط میں عام طور پر ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ سامان خریدنے کے وقت سے ادائیگی کے وقت تک بائع (Seller) ہی کے پاس رہتا ہے۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی قسطوں کے کاروبار کی یہ صورت درست نہیں ہے۔

عقد بیع کے مکمل ہونے کے باوجود بائع ہی مبیع کا مالک رہے

قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے بعض ادارے عقد بیع میں یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ جب تک تمام اقساط کی ادائیگی نہ ہو جائے ادارہ اس کا قانونی مالک رہے گا۔ یہ شرط بھی سراسر ناجائز وحرام ہے۔ بیع کا معنی ہی مبادلۃ المال بالمال بالتراضی یعنی رضامندی سے مال کا تبادلہ (Exchange) مال سے کرنا ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے بیع کے بعد مبیع بائع کی ملکیت سے نکل کر مشتری (Buyer) کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے اور ثمن (Agreed Price) مشتری کی ملکیت سے نکل کر بائع کی ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ علامہ اکمل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الدین بابرتی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

وحكمه افادة الملك وهو القدرة على التصرف فى المحل شرعا

الكفاية مع فتح القدير جلده صفحه ٤٥٥ مطبوعة : مكتبه رشيديه

ترجمہ: بیع کا حکم افادہ ملکیت ہے اور وہ شرعا محل بیع میں تصرف کرنے کی قدرت کا نام ہے۔

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

(وحكمه ثبوت الملك) أى فى البدلين لكل منهمافى بدل، وهذا حكمه الأصلى، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن--------------

﴿ردالمحتار جلد ۷ صفحه ١٦ مطبوعه: مكتبه امداديه ملتان﴾

ترجمہ: بیع کا حکم ملکیت کا ثابت ہونا ہے یعنی بدلین (تبادلہ کی جانے والے دونوں اشیاء) میں اور یہ بیع کا حکم اصلی ہے اور اسکی تبعیت میں مبیع اور ثمن کو حوالے کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

بیع ایجاب وقبول سے تمام ہوجاتی ہے چیز بائع کے ملک سے نکل کر مشتری کے ملک میں داخل ہوجاتی ہے۔

﴿فتاوی رضویہ جلد۷ صفحہ۴ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہوا کہ قسطوں پر کاروبار کرنے والے حضرات کو اس قسم کی شرائط لگانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے بلکہ یہ شرط فاسد ہے جو بیع کو ناجائز کردے گی۔ نیز اس قسم کی شرط لگانا انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ علماء فرماتے ہیں صبی لا یعقل (یعنی وہ بچہ جو بیع وشراء کی عقل نہیں رکھتا) کی یہ پہچان ہے کہ مبیع لے کر کہے کہ میرے پیسے واپس کرو۔ اس سے مشابہ قسطوں پر کاروبار کرنے والے ان حضرات کا معاملہ ہے جو کہتے ہیں کہ بیع ہونے کے باوجود مبیع ان کی ملکیت میں رہے گی۔

قسط کی ادائیگی میں تأخیر کرنے سے مہلت ختم کردینا

قسطوں پر سامان بیچنے والے بعض حضرات یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر یا غفلت کرے گا تو تمام قسطیں فوری طور پر ادا کرنی ہوگی۔ فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالی نے اس شرط کو جائز قرار دیا ہے۔ علامہ علاؤالدین الحصکفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

علیہ ألف ثمن جعلہ ربہ نجوما ان اخل بنجم حل الباقی فالأمر کما شرط۔

﴿الدرالمختار مع ردالمحتار جلد ۷ صفحہ ٥٤ مطبوعہ امدادیہ﴾

ترجمہ: اگر مشتری پر ثمن کے ہزار درھم آتے ہوں اور بائع اس کو قسط وار

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کر دے اور کہہ دے کہ اگر کسی قسط میں تاخیر ہوئی تو باقی رقم فوراً دینا ہوگی پس یہ شرط درست ہے۔

ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا

مگر قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے حضرات کا معاملہ باقی اقساط کی فوری ادائیگی کے مطالبے تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ باقی اقساط کے فی صد کے اعتبار سے جرمانہ بنام لیٹ پیمنٹ سرچارج لگا دیتے ہیں یا روزانہ کی تاخیر کے اعتبار سے ایک مخصوص رقم پینالٹی (Penalty) کے نام سے عائد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر سود ہے خواہ وہ اسکا کوئی سا بھی نام رکھ دیں۔ اور یہ سود کی وہی قسم ہے جو نزول قرآن کے وقت کفار عرب میں رائج تھی۔ اللہ جل شانہ نے سود کو حرام فرما دیا اور سود کے لینے والوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

یاایھاالذین آمنوا اتقوااللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوابحرب من اللہ ورسولہ ۔

﴿سورة البقرة آیت ۲۷۸۔ ۲۷۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔

﴿کنزالایمان﴾

اس آیت مبارکہ میں واضح لفظوں میں بتا دیا گیا ہے کہ سود لینے والے سے اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی جنگ ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

الذین یأکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی لایتخبطه الشیطان من المس۔ ذلك بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا۔ واحل الله البیع وحرم الربوا۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۵﴾

ترجمہ: اور وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکر مخبوط بنادیا ہواس لئے کہ انھوں نے کہا بیع بھی سود کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔

﴿کنزالایمان﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یمحق الله الربوا ویربی الصدقات ۔ والله لایحب کل کفار اثیم۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۶﴾

ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

﴿کنزالایمان﴾

احادیث مبارکہ میں سود لینے کو زنا سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔امام اہلسنت نے فتاوی رضویہ شریف میں سود کی مذمت میں کثیر احادیث رقم فرمائیں ہیں ان میں سے چند پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث (۱)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فرماتے ہیں ﷺ من اکل درھما من ربوافھو مثل ثلث و ثلثین زنیة ومن نبت لحمه من سحت فالنار اولی به۔ **ایک درم سود کا کھانا تینتیس زنا کے برابر ہے اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے نار جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔** رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر وصدرہ ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما۔

حدیث (۲،۳)

کہ فرماتے ہیں ﷺ لدرھم یصیبه الرجل من الربوٰا اعظم عنداللہ من ثلثة و ثلثین زنیة یزنیھافی الاسلام **بے شک ایک درھم کہ آدمی سود سے پائے اللہ عزوجل کے نزدیک سخت تر ہے تینتیس زنا سے کہ آدمی اسلام میں کرے** الطبرانی الکبیر عن عبداللہ بن مسعود وایضا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنھما۔

حدیث (۴)

کہ فرماتے ہیں ﷺ درھم ربا یاکله الرجل وھو یعلم اشدعند اللہ من ستة و ثلثین زنیة **سود کا ایک درہم کہ آدمی دانستہ کھائے اللہ تعالی کے نزدیک چھتیس بار زنا سے سخت تر ہے** رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن حنظلة غسیل الملائکة

حدیث (۵)

کہ فرماتے ہیں ﷺ ان الدرھم یصیبه الرجل من الربوٰ اعظم عند

قسطوار رسالوں کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اللہ فی الخطیئة من ست وثلثین زنیة یزنیھا الرجل۔ **ایک درھم کہ آدمی سود سے پائے اللہ کے نزدیک مرد کے چھتیس بار زنا کرنے سے گناہ میں زیادہ ہے** رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة والبیھقی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ۔

حدیث (۶)

فرماتے ہیں ﷺ لدرھم ربا اشد جرما عنداللہ من سبعة وثلثین زنیة **بے شک سود کا ایک درم اللہ عزوجل کے یہاں سینتیس زنا سے بڑھ کر جرم ہے** رواہ الحاکم فی الکنی عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالی عنھا۔

حدیث (۷)

فرماتے ہیں ﷺ الربا سبعون حوبا ایسرھا کالذی ینکح امہ وفی روایة سبعون بابا ادناھا کالذی یقع علی امہ۔ **سود ستر گناہ ہے ان سے آسان تر اس شخص کی طرح ہے جو اپنی ماں پر پڑے** رواہ ابن ماجة وابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة وابن جریر ورواہ البیھقی بسند لابأس بہ باللفظ الثانی کلھم عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالی عنہ۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۸۱،۸۰ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ سود لینا مطلقا حرام خواہ مشتری (Buyer) جان بوجھ کر قسط کی ادائیگی میں تاخیر کرے یا واقعی مجبور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وتنگ دست ہو۔اگرمشتری تنگ دست ہوتو اسے مہلت دینی چاہیے کہ قرآن مجید اورحدیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیم کا یہی حکم ہے۔اللہ جل شانہ ارشادفرماتا ہے۔

وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۰﴾

ترجمہ:اوراگرقرضدارتنگی والا ہےتو اسے مہلت دوآسانی تک۔

﴿کنزالایمان﴾

امام مسلم رحمہ اللہ تعالی روایت کرتے ہیں،

اجتمع حذیفۃ وابومسعود رضی اللہ تعالی عنھما فقال حذیفۃ رجل لقی ربہ عزوجل فقال ما عملت قال ماعملت من الخیر الا انی کنت رجلا ذا مال فکنت اطالب بہ الناس فکنت اقبل المیسور واتجاوز عن المعسور فقال تجاوزوا عن عبدی قال ابومسعود رضی اللہ تعالی عنہ ھکذا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول۔

﴿الصحیح لمسلم باب: فضل انظار المعسر والتجاوز فی الاقتضاء من الموسر والمعسر۔﴾

ترجمہ: حضرت حذیفہ اور ابومسعود رضی اللہ تعالی عنھما کی ملاقات ہوئی تو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ایک آدمی کی ملاقات اپنے رب عزوجل سے ہوئی۔رب تعالی نے فرمایا تم نے کیا عمل کیا ہے۔اس نے عرض کی میں نے کوئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نیکی کا کام نہیں کیا سوائے یہ کہ میں ایک مالدار آدمی تھا میں لوگوں کو قرض دے کر لوگوں سے واپس لیا کرتا تھا پس میں مالدار سے لے لیا کرتا تھا اور تنگ دست سے درگذر کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرے بندے سے درگذر کرو حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اور اگر مشتری خواہ مخواہ قسط کی ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے تو وہ حرام کا مرتکب ہے۔ اور ایسا کرنا سراسر ظلم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

مطل الغنی ظلم

ترجمہ: مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ ﴿صحیح بخاری کتاب الاستقراض﴾

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ سود نہیں ہے بلکہ تعزیر ہے اور شرعا تعزیر کرنا جائز ہے اور اگر مدیون پر اس قسم کی سختی نہ کی جائے تو وہ قرض کی ادائیگی کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ مگر ان حضرات کا ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سود ہی ہے کہ اس پر سود کی تعریف پوری پوری صادق آتی ہے۔ کہ ربوا (Usury) کی مشہور تعریف

"فضل مال خال عن عوض شرط لأحد المتعاقدین من معاوضة مال بمال. یعنی عوض سے خالی ایسی زیادتی جو مال سے مال کے تبادلے میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے شرط کی گئی ہو اور قسطوں کے کاروبار میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ مشتری سے پہلے ہی شرط طے کر لی جاتی ہے کہ اگر وہ تاخیر کرے گا اسے بنام جرمانہ ایک مخصوص رقم دینا ہوگی۔ اور اگر بالفرض اسے تعزیر بھی مان لیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جائے تو بائع کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ لوگوں کو تعزیر کرتا پھرے بلکہ یہ تو قاضی شرعی کا کام ہے بلکہ قاضی کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ تعزیر بالمال کا حکم جاری کرے کیونکہ تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔ علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

لا بأخذمال فی المذہب.

﴿الدرالمختار مع ردالمختار جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

والحاصل ان المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔

﴿ردالمحتار جلد ۷ صفحه ۱۰۶ مطبوعه: مكتبه امداديه ملتان﴾

بحث کا حاصل یہ کہ مذھب احناف میں تعزیر بالمال جائز نہیں۔

بہر حال بیع بالتقسیط کرنے والوں کے لئے کسی طور جائز نہیں ہے وہ لوگوں سے جرمانے یا لیٹ پیمنٹ سرچارج کے نام سے سود وصول کریں ۔ اور اسی طرح لوگوں کے لئے بھی ان شرائط پر سامان خریدنا جائز نہیں ہے۔

تمام ثمن کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جانے کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط

قسطوں پر کاروبار کرنے والے بعض حضرات یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ اگر بائع ثمن کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کریگا تو اسے مدت استعمال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کا تمام کرایہ یا اسکا کچھ حصہ بھی ادا کرنا ہوگا۔قوانین شرعیہ کے اعتبار سے طے شدہ مدت سے پہلے ادائیگی کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی شرط پر عقد کرنا ناجائز وحرام ہے۔اور یہ شرط فاسد ہے کہ اس میں بائع کے لئے نفع ہے۔شیخ الاسلام امام برھان الدین المرغینانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

وکل شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لاحد المتعاقدین او للمعقود علیه وهو من اهل الاستحقاق یفسده کشرط ان لا یبیع المشتری العبد المبیع لان فیه زیادة عاریة عن العوض فیؤدی الی الربوا او لانه یقع بسببه المنازعة فیعری العقد عن مقصوده الا ان یکون متعارفا۔

﴿هداية آخرين صفحه ٥٩ مطبوعه: شركت علميه ملتان﴾

ترجمہ: بیع کو فاسد کردے گی ہر وہ شرط جسکا عقد تقاضا نہ کرے اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے یا معقود علیہ کے لئے نفع ہو درآنحالیکہ معقود علیہ اھل استحقاق میں سے ہو جیسے کہ مشتری مبیع غلام کو نہیں بیچے گا کیونکہ اس میں ایسی زیادتی ہے جو عوض سے خالی ہے پس وہ سود کی طرف لے جائے گی یا اس کے سبب سے جھگڑا ہوگا جسے کی وجہ سے عقد بیع مقصود سے خالی ہو جائیگا سوائے یہ کہ وہ شرط متعارف ہو۔

پھر اسی مسئلے کی مثالیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کذلك لو باع عبدا علی ان یستخدم البائع شهرا او دارا علی ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

يسكنها او على ان يقرضه المشترى درهما او يهدى له هبة لانه شرط لايقتضيه العقد وفيه منفعة لاحد المتعاقدين لانه نهى عن بيع وسلف لانه لوكان الخدمة والسكنى يقابلها الشيء من الثمن يكون اجارة فى بيع ولوكان لايقابلها يكون اعارة فى بيع وقد نهى النبى عن صفقتين فى صفقة۔

﴿هداية آخرين صفحه ٦٠ مطبوعه: شركت علميه ملتان﴾

ترجمہ: اسی طرح اگر کسی نے غلام بیچا کہ وہ بائع کی ایک ماہ خدمت کرے گا یا گھر بیچا اس شرط پر کہ بائع اس میں رہے گا۔ یا کہ مشتری اس کو درھم قرض دے گا یا مشتری اسکو تحفہ دے گا کیونکہ یہ ایسی شرط کہ جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے نفع ہے اور نبی کریم ﷺ بیع اور ادھار سے منع فرمایا ہے اور کیونکہ خدمت اور رھائش کے مقابلے میں ثمن میں سے کچھ ہو وہ بیع میں اجارہ ہوگا اور ثمن میں سے کچھ بھی انکے مقابلے میں نہ ہو تو بیع میں عاریت ہوگی اور تحقیق نبی کریم ﷺ نے ایک سودے میں دوسودوں سے منع فرمایا ہے۔

قسطوں کے کاروبار میں مذکورہ بالا صورت میں یہی معاملہ ہے کہ بیع کے ساتھ کرایہ کی شرط لگائی جاتی ہے اور ایک سودے میں دوسودے کیے جاتے ہیں۔ لہذا ایسا کرنا ناجائز ہے۔ اور اس بیع کا ختم کرنا واجب ہے۔ شیخ الاسلام امام برھان الدین المرغینانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

اذ هو واجب الرفع بالاسترداد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴿هداية آخرين صفحه ٦٣ مطبوعه: شركت علميه ملتان﴾

ترجمہ: (مبیع و ثمن) لوٹا کے اس بیع کو فسخ کرنا واجب ہے۔

دین کی جلد ادائیگی کی صورت میں کم لینے کی شرط

قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے بعض حضرات یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ ثمن مقررہ وقت سے پہلے ادا کیے جانے کی صورت میں صرف اتنی ہی قیمت وصول کی جائے گی جو کہ نقد فروخت کرنے کی صورت میں تھی۔ اس میں مشتری کا نفع ہے اور یہ قوانین شریعت کے تحت اس قسم کی شرط دین مؤجل کی صورت میں لگانا جائز نہیں ہے۔ اور یہ سود ہی کی صورت ہے۔ اور اس شرط پر سامان خریدنا حرام ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

الرجل يكون عليه الف درهم دين مؤجل فصالحه منه على خمس مائة حالة فلا يجوز۔ وقد روى سفيان عن حميد عن ميسرة قال سألت ابن عمر يكون لى على الرجل الدين الى اجل فاقول عجل لى واضع عنك فقال هو ربا وروى عن زيد بن ثابت ايضا النهى عن ذلك وهو قول سعيد ابن جبير ووالشعبى والحكم وهو قول اصحابنا وعامة الفقهاء۔

﴿احكام القرآن جلد ١ صفحه ٤٦٧ مطبوعه: دارالفكر بيروت﴾

ترجمہ: کسی آدمی پر ایک ہزار دین مؤجل (ادھار) ہوں پس وہ دائن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(قرض خواہ) سے پانچ سو درھم نقد پر صلح کر لے تو جائز نہیں۔ سفیان نے حمید سے اور انھوں نے میسرۃ سے روایت کی کہ وہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا کہ اگر میرا کسی شخص پر دین مؤجل ہو اور میں اس سے کہوں کہ دین جلد ادا کردو تو میں دین میں سے کچھ چھوڑ دونگا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ سود ہے۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالی سے بھی اس کے بارے میں ممانعت روایت کی گئی ہے اور یہی سعید ابن جبیر، شعبی، حکم، ہمارے اصحاب اور عامۃ الفقھاء رحمھم اللہ تعالی کا قول ہے۔

البتہ اگر جلدی ادا کرنے کی صورت میں دین کو کم کرنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو بلکہ دائن تبرعا (رضا کارانہ) دین میں سے کچھ کم کردے تو جائز ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں،

ومن اجاز من السلف اذا قال ، عجل لی اوضع عنك، فجائز ان یکون اجازوہ اذا لم یجعله شرطا فیه، وذلك بان یضع عنه بغیر شرط ویعجل الاخر الباقی بغیر شرط۔

﴿احکام القرآن جلد ١ صفحه ٤٦٧ مطبوعه: دارالفکر بیروت﴾

ترجمہ: اور بزرگوں میں سے جن حضرات نے اس کی اجازت دی ہے اور کہا کہ اگر کوئی کہے دین جلد ادا کردو کچھ کم کردونگا تو جائز ہے تو بظاہر اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس نے کمی کی شرط نہ لگائی ہو اور وہ اس طرح سے کہ دائن بغیر شرط کے اس میں کمی کردے اور مدیون باقی دین بغیر شرط کے فوراً ادا کردے۔

سامان کا بیمہ (Insurance)

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عام طور پر بینک یا بعض دیگر ادارے سودا طے ہونے کے بعد سامان کے ضائع ہونے کے خوف سے سامان کا بیمہ (Insured) کروالیتے ہیں۔اس طرح سے قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے ادارے مال کے ضائع ہونے کی صوت میں ہونے والے ممکنہ نقصان (Probable loss) سے بچاؤ کی صورت کر لیتے ہیں۔مگر قانون شریعت کی رو سے بیمہ ایک ایسا عقد ہے جو سود (Usury) اور جوے (Gambling) پر مشتمل ہے۔بیمہ کا سود ہونا تو نہایت واضح ہے کہ جب بیمہ کی تمام اقساط (Premium) ادا کر دی جاتی ہیں تو بیمہ کمپنی اس شخص کو اس کی ذاتی رقم زیادتی (Increase) کے ساتھ واپس کرتی ہے۔اور یہ زیادتی بلاعوض ہوتی ہے اور شروع ہی میں طے کر لی جاتی ہے۔اور یہ کھلم کھلا سود ہے جیسا کہ سود کی وضاحت گذشتہ صفحات میں کی گئی ہے۔اور یہ جوا اس لئے ہے کہ بیمہ پالیسی کے شروع میں اگر بیمہ پالیسی ہولڈر کچھ اقساط باقاعدگی سے نہ جمع کروا سکے تو بیمہ کمپنی اس کی جمع شدہ رقم میں سے کچھ دبا لیتی ہے اور اس کی پالیسی ختم کر دی جاتی ہے۔ چنانچہ بیمہ پالیسی ہولڈر جب بیمہ پالیسی خریدتا ہے تو اپنی رقم کو داؤ پر لگاتا ہے کہ اگر ابتدائی اقساط (Premium) ادا کر دی تو پالیسی کا مال زیادتی (Increase) کے ساتھ مل جائے گا ورنہ اپنا مال بھی جا سکتا ہے۔اور اسی کا نام جوا ہے۔اور عام طور پر انشورنس کی یہ صورت زندگی کے بیمہ ہوتی ہے جبکہ اشیاء کے بیمہ میں عموماً جوے کی صورت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی ناجائز شرائط کی موجودگی میں خرید وفروخت کرنا ناجائز وحرام۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

هـذا مـا ظهر لی و العلم بالحق عندالله ورسوله عزوجل و صلی الله علیه و آله و اصحابه و بارک وسلم.

کتبہ: محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

قسطوار رسالہ کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari